FLOW CHART — ترتیبی نقشہ، ربط

MACRO-STRUCTURE — نظمِ جلی

04- سُوْرَةُ النِّسَاء

آیات : 176 ...... مَدَنِيَّة ...... پیراگراف : 9

زمانۂ نزول: جنگِ اُحد (شوال 3ھ) اور غزوۂ بنی المصطلق (شعبان 6ھ) کے درمیان مختلف حصوں میں نازل ہوئی، جب اُحد کی شکست کے بعد بیواؤں اور یتیموں کے کئی مسائل بشمول نکاح، مہر، وراثت وغیرہ پیدا ہوگئے تھے اور منافقین کی ہمتیں بڑھ گئیں تھیں۔
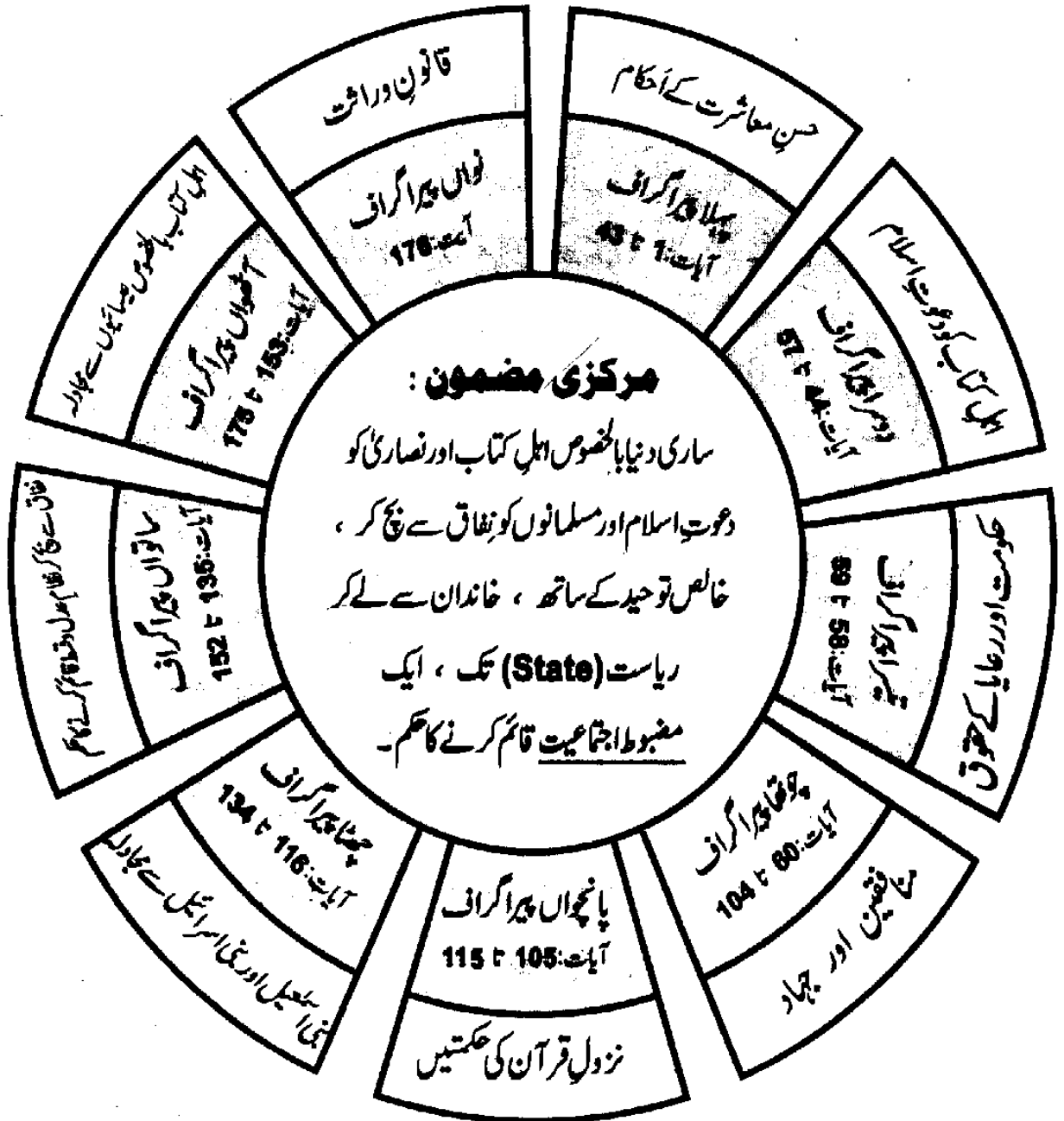
زمانۂ نزول

سورت ﴿النِّسَاء﴾ کا زیادہ تر حصہ جنگِ اُحد کے بعد، غالباً 3 ہجری کے آخر میں یا 4 ہجری میں نازل ہوا۔ بعض آیات جنگِ اُحد (شوال 3ھ) اور غزوۂ بنی المصطلق (شعبان 6ھ) کے درمیان مختلف حصوں میں نازل ہوئیں، جب جنگِ اُحد میں کئی مسلمانوں کی شہادت کے بعد بیواؤں اور یتیموں کے کئی مسائل بشمول نکاح، مہر، وراثت وغیرہ پیدا ہو گئے تھے اور منافقین کی ہمتیں بڑھ گئیں تھیں۔

یہودی قبیلے بنی نضیر کی جلاوطنی (ربیع الاوّل 4ھ) سے پہلے، یہودیوں اور منافقین کا بغض وعداوت کھل کر سامنے آ گیا تھا۔ اس موقع پر نوزائیدہ اسلامی مملکت کے استحکام کے لیے منافقین کی سرگرمیوں کا نوٹس لینا ضروری تھا، جو اسلامی ریاست کو کھوکھلا کر دیتی ہیں، چنانچہ یہاں اس سورت میں اسلام کے نظامِ معاشرت، نظامِ حکومت اور نظامِ عدل وقسط کی وضاحت کی گئی ہے۔

صلاۃِ خوف کے اَحکام (آیت:102) غزوۂ ذات الرقاع (4 ہجری) کے موقع پر نازل ہوئے اور اَحکامِ تیمم (آیت:43) غزوۂ بنی المصطلق کے موقع پر (شعبان 6ھ میں) نازل ہوئے۔

خصوصیات

سابقہ دو سورتوں کی طرح سورۃ ﴿النساء﴾ میں بھی، اہلِ کتاب کو اسلام کی دعوت دینے کی ہدایت کی گئی ہے، البتہ یہاں یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ اہلِ کتاب کو اسلام کی دعوت، ایک اجتماعی ریاستی فریضہ بھی ہے۔

سُورۃُ النِّساء کا کتابی ربط

1۔ سورت ﴿ال عمران﴾ کے دوسرے حصے میں، نئی اُمت کی تنظیم اور اتحاد کی ہدایات دی گئی تھیں۔ یہاں سورت ﴿النساء﴾ میں اُس کی مزید توضیح ہے کہ یہ تنظیم صرف میدانِ جہاد تک محدود نہیں، بلکہ خاندان سے لے کر ریاستی اداروں تک وسیع ہو گی۔

2۔ یہاں سورت ﴿النساء﴾ میں اسلامی حکومت کے قیام کی طرف اشارہ ہے۔ اگلی سورت ﴿المائدہ﴾ میں اسلامی عدالتوں کے قیام کی طرف اشارہ ہے، تاکہ اسلام کے فوجداری نظام پر عمل درآمد ہو سکے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1۔ مہر: اس سورت میں مہر کے احکام بار بار آئے ہیں۔ اس سے اس کی فرضیت اور اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ مہر کے لیے کئی الفاظ استعمال کیے گئے ہیں ﴿صدقات﴾ (آیت:4)۔ ﴿فریضۃ﴾ (آیت:24)۔ ﴿اُجور﴾

(آیت:10)۔قنطار اور خزانہ بھی مہر میں دیا جائے تو واپس نہیں دیا جاسکتا۔

2۔ ﴿طاغوت﴾ کے سلسلے میں دو باتیں بیان ہوئی ہیں۔طاغوت کے پاس تحکیم کے لیے اپنے مقدمات نہیں لے جائے جاسکتے، کیونکہ قرآن نازل ہو چکا ہے، اب وحی کی روشنی میں فیصلے ہوں گے۔ یہاں طاغوت سے مراد غیر اسلامی عدالتیں ہیں۔(آیت:60) دوسری بات یہ بتائی گئی کہ مسلمان اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور کافر طاغوت کے لیے۔ یہاں طاغوت سے مراد وہ نظریہ ہے، جس کے ماتحت کافر لیڈر اپنی قوم کو جنگ کے لیے ابھارتے ہیں۔(آیت:76)

3۔ پاک دامنی: مردوں اور عورتوں یعنی دونوں کو حکم دیا گیا کہ وہ پاک دامنی اختیار کریں۔﴿مـحصَن﴾ محفوظ، قلعہ بند اور پاک دامن رہیں۔چنانچہ مردوں کے لیے ﴿مُحصِنِينَ غَيرَ مُسٰفِحِينَ﴾ اور عورتوں کے لیے ﴿مُحصَنَاتٍ غَيرَ مُسَافِحَاتٍ وَّلَا مُتَّخِذَاتِ اَخدَانٍ﴾ کے الفاظ استعمال کیے گئے۔(آیات:24،25)

سورۃُ النِّساء کا نظمِ جلی اور اُس کی خصوصیت

﴿سُورۃُ النِّساء﴾ نو (9) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

اس سورت کے نظم کی خصوصیت یہ ہے کہ اس سورت میں پہلے، تیسرے اور نویں پیراگراف پر مشتمل عائلی، معاشرتی، سیاسی اور عدالتی احکام کے درمیان، دوسرے، چھٹے اور آٹھویں پیراگراف میں، بنی اسمٰعیل اور بنی اسرائیل دونوں کو اسلام کی دعوت دی گئی ہے۔

مضبوط اجتماعیت یعنی اسلامی ریاست کے قیام اور استحکام کے لیے اندرونی دشمنوں (یعنی منافقین) کے بارے میں احکامات بھی چوتھے اور ساتویں پیراگراف میں دیئے گئے ہیں۔

1- آیات 1 تا 43 : پہلے پیراگراف میں کئی معاشرتی اَحکام دیئے گئے ہیں، جن میں قانونِ وراثت بھی شامل ہے۔

(a) پہلی آیت میں اجتماعی معاشرتی زندگی کی تمہید ہے۔میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے اجنبی نہیں ہیں۔وہ آدمؑ حواؑ کی اولاد ہی ہیں۔نکاح کے نتیجے ہی میں رشتے پیدا ہوتے ہیں، خاندان بنتا ہے، اور خاندان ہی معاشرے کی بنیادی اکائی (Basic Unit) ہے۔اس لیے اللہ سے ڈرتے ہوئے رشتوں کو قائم و دائم رکھنا چاہیے۔

(b) اس کے بعد یتامیٰ اور بیواؤں کے حقوق بیان کیے گئے۔

یتیم کا مال کھانا حرام ہے۔دو دو تین تین چار چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی گئی، بشرطیکہ انصاف کیا جاسکے۔ یتیموں کے اموال عقل مند افراد کے زیرِ تصرف ہوں۔ بالغ ہونے پر یتیموں کا مال انہیں واپس کر دیا جائے۔یتیموں کا مال کھانے والے دوزخ کی آگ میں جلیں گے۔خوش دلی سے مہر ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔

﴿وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ (آیت:4)

(c) آیات 12 تا 14 میں وراثت کے اَحکام (Laws of Inheritance) بیان کیے گئے۔

ان اَحکام کو ﴿حُدُودُ اللہ﴾ کہا گیا ہے جن کی خلاف ورزی کی سزا دوزخ ہے۔ (آیت:14)

2/3 حصہ صرف دو سے زائد بیٹیوں (سگی یا ماں شریک سوتیلی بہنوں) کا ہے جب اُصول اور فروع نہ ہوں اور سگے بھائی بھی نہ ہوں۔

1/3 ماں کا حصہ ہے، جب اولاد نہ ہو اور دو یا زیادہ بہن بھائی نہ ہوں، نیز ماں شریک سوتیلے بھائیوں کا بھی حصہ ہے جب باپ دادا اور اولاد نہ ہو۔

1/6 والدین کا حصہ ہے، جب اولاد ہو۔ ماں کا حصہ ہے، جب بھائی موجود ہوں۔ ماں شریک سوتیلے بھائی بہنوں کے لیے، جب میت کے والدین بھی نہ ہوں اور اولاد بھی نہ ہو۔

1/2 حصہ صرف ایک بیٹی کے لیے اور بیوی کے بے اولاد شوہر کے لیے ہے۔

1/4 حصہ، اولاد والی بیوی کے شوہر کے لیے ہے۔ اور بے اولاد شوہر کی بیوی کے لیے ہے۔

1/8 حصہ اولاد والی بیوہ کے لیے ہے۔

وراثت کے تمام حصے وصیت اور ﴿دَین﴾ یعنی قرض کو ادا کرنے کے بعد تقسیم کیے جائیں گے۔

(d) بدکاری اور فحاشی کی سزائیں بتائی گئیں اور قبولیت توبہ کے اَحکام دیئے گئے۔ آیت:15 منسوخ ہے۔ سورۃ النور کی آیت:2 اس کی ناسخ ہے۔ (غیر شادی شدہ زانیہ کے لیے سو کوڑے ہیں اور شادی شدہ کے لیے رجم) اب بدکار عورت کو موت تک روکا نہیں جائے گا۔

(e) حسنِ معاشرت کے اصول بیان کیے گئے، جن میں بیویوں کے حقوق، مہر کی فرضیت اور محرماتِ نکاح کی تفصیل ہے۔ زبردستی بیویوں کے وارث بننے سے روکا گیا۔ بیویوں سے حسنِ سلوک کا حکم دیا گیا۔ ﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (آیت:19) مہر قنطار (ڈھیر سارا) بھی ہو سکتا ہے اور اسے واپس نہیں لیا جا سکتا (آیت:20)

ان پندرہ (15) خواتین کی تفصیل بیان کی گئی، جن سے مسلمان مردوں کا نکاح حرام ہے۔ (آیت:22،23)

(f) مسلمانوں کو باہمی استحصال اور معاشی خودکشی سے روکا گیا اور کبیرہ گناہوں سے بچنے کی ہدایت کی گئی۔

کسی بھی معاملے کے صحیح ہونے کے لیے دو شرطیں بیان کی گئیں۔ (1) معاملہ باطل نہ ہو (بذاتِ خود حق پر مبنی ہو)۔ (2) باہمی رضامندی پر مشتمل ہو۔ خودکشی اور مسلمانوں کی باہمی معاشی خودکشی کو حرام ٹھہرایا گیا۔ (آیت:29)

مالی معاملات میں ﴿ظُلم وعُدوان﴾ کی سزا دوزخ بتائی گئی۔ (آیت:30)

(g) حقوقِ زوجین بتائے گئے۔ مرد خاندان کا سربراہ ہے ﴿الرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ﴾ اور تنازعے کی صورت

میں تحکیم کی ہدایت کی گئی۔ بیویوں کی اصلاح کے تین طریقے بیان کیے گئے۔ میاں بیوی کے حقوق کی وضاحت کی گئی۔

(h) حقوق اللہ کی وضاحت کی گئی کہ اُس کی خالص عبادت، شرک کی ملاوٹ کے بغیر کی جائے۔ (آیت:36)

حقوق العباد کی وضاحت کی گئی کہ بخل سے بچ کر، معاشرے کے مختلف افراد کے مالی حقوق ادا کیے جائیں۔

(i) نماز، غسل اور تیمم کے متفرق اَحکام بتائے گئے۔ جنابت کی حالت میں غسل فرض ہو جاتا ہے اور پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کیا جاسکتا ہے۔ تیمم کا طریقہ بتایا گیا۔

2- آیات 44 تا 57 : دوسرے پیراگراف میں، اہلِ کتاب کو دعوتِ اسلام دی گئی ہے۔

(a) اہلِ کتاب کی گمراہیاں بیان کی گئیں کہ وہ گمراہی خریدتے ہیں۔ کلام کو اپنے موقع و محل سے پھیر دیتے ہیں۔

(b) اہلِ کتاب کو دعوتِ اسلام دی گئی۔ ﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ ﴾ اہلِ کتاب کو صاف صاف بتادیا گیا کہ شرک ناقابلِ معافی جرم ہے، باقی گناہ معاف ہوسکتے ہیں۔ (آیت 48)

(c) اہلِ کتاب کی اوہام پرستی پر تنقید کی گئی کہ وہ ﴿جِبت﴾ اور ﴿طاغوت﴾ پر ایمان رکھتے ہیں۔

ان کے تعصب پر گرفت کی گئی کہ مسلمانوں کے مقابلے میں ﴿مشرکین﴾ کو زیادہ ہدایت یافتہ سمجھتے ہیں۔ ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ یہ بخیل ہیں۔

(d) رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہ لانے والے اہلِ کتاب کے لیے دوزخ ہے، جس میں اِن کی کھالیں بدلی جاتی رہیں گی اور مسلسل جلا جلا کر اَذیّت دی جائے گی۔ اہلِ کتاب میں سے اسلام قبول کرنے والوں کے لیے جنت اور اُس کی نعمتیں ہوں گی۔ (آیات:46 تا 56)

3- آیات 58 تا 59 : تیسرے پیراگراف میں، اسلامی ریاست (State) کے اندر رعایا اور حکومت کے حقوق و فرائض پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

تیسرا پیراگراف صرف دو (2) آیات پر مشتمل ہے۔

(a) آیت 58 میں، عدل و انصاف کے ساتھ عہدے اور مناصب، اہل (Eligible) لوگوں کو تفویض کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(b) آیت 59 میں، اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے ماتحت، حکمرانوں ﴿اُولوا الامر﴾ کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔

اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت مطلق (Absolute) اور غیر مشروط (Un-Conditional) ہے، جب کہ حکمرانوں اور دیگر بزرگوں، اِماموں اور مفتیوں ﴿اُولوا الامر﴾ کی اِطاعت (Bound &Conditional) مقید اور مشروط ہے۔ حکمرانوں اور دیگر ﴿اُولُوا الامر﴾ سے اختلاف اور نزع کی صورت میں، کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت کی گئی ہے ﴿ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ﴾

4- آیات 60 تا 104: چوتھے پیراگراف میں، منافقین اور جہاد کا تذکرہ ہے۔

(a) منافقین پر فردِ جرم عائد کی گئی کہ وہ اختلافی مسائل کے حل کے لیے قرآن کو چھوڑ کر ﴿ طَاغُوت ﴾ سے فیصلے کراتے ہیں اور ﴿شِرک فِی التَّشرِیع ﴾ کے مرتکب ہوتے ہیں (آیت:60)۔ قرآن وسنت سے گریز کا رویہ اختیار کرتے ہیں (آیت:61)۔ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں (آیت:62)۔

(b) منافقین پر واضح کیا گیا کہ ہر رسول کو ﴿ مُطَاع ﴾ بنا کر بھیجا جاتا ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ان پر واجب ہے۔ ﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ﴾ (آیت:64) منافقین کو صاف صاف بتا دیا گیا کہ اُن کا ایمان اُس وقت تک معتبر نہیں ہوگا، جب تک وہ دل کی گہرائیوں سے رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں کو نہ مان لیں ﴿ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوۡكَ ﴾ (آیت:65)۔

(c) مسلمانوں کو ہر وقت جہاد کے لیے تیار رہنے کا حکم دیا گیا۔ منافقین کے جہاد سے فرار کے رویے پر روشنی ڈالی گئی۔ مظلوموں کی مدد کے لیے جہاد کی ترغیب دی گئی۔ (آیات: 71 تا 75)

(d) جہاد کی دو (2) قسمیں بتائی گئی ہیں (1) ﴿جِهَاد فِی سَبِيلِ اللّٰه ﴾ اور (2) ﴿جِهَاد فِی سَبِيلِ الطَّاغُوت ﴾ مؤمن اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں، کافر طاغوت کے راستے میں جنگ کرتے ہیں۔ شیطان کے اولیاء سے جہاد فرض ہے۔

(e) منافقین گفتار کے غازی ہوتے ہیں۔ ﴿ كُفُّوۡۤا اَيۡدِيَكُمۡ ﴾ "ابھی اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو" کے حکم پر بلند وبانگ دعوے کرتے تھے، لیکن فرضیتِ جہاد کے بعد ﴿لِمَ كَتَبۡتَ عَلَيۡنَا الۡقِتَالَ ﴾ "تو نے ہم پر قتال کیوں فرض کر دیا؟" کی صدائیں لگانے لگے (آیت:77)۔ منافقین ہمیشہ موت سے خائف رہتے ہیں۔ (آیت:78)

(f) منافقین کو سمجھایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت، دراصل اللہ کی اطاعت ہے۔

﴿ مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ ﴾ (آیت:80)

(g) منافقین کو اہم معلومات امیر اور اہلِ علم تک پہنچانے کا حکم دیا گیا، جو استنباط کر کے صحیح نتیجے تک پہنچ سکتے ہیں۔

(h) منافقین کے طریقۂ سلام پر تنقید کی گئی اور ﴿فَحَيُّوۡا بِاَحۡسَنَ مِنۡهَاۤ اَوۡ رُدُّوۡهَا ﴾ کا حکم دیا گیا۔ (آیت:86) مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی کہ وہ یکسو ہو جائیں اور منافقین کے بارے میں دو آراء نہ رکھیں۔ (آیت:88)

(i) ﴿دَارُ الۡكُفۡر ﴾ کے مسلمانوں کے بارے میں وضاحت کی گئی کہ انہیں ﴿ دَارُ الۡاِسۡلَام ﴾ کی طرف ہجرت تک ﴿ ولایت ﴾ حاصل نہیں ہو سکتی (آیت:89)

(j) منافقین کی قسمیں بیان کی گئیں اور اُن دو رُخے منافقین سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا، جو دست درازی کریں۔

(k) قتلِ خطا اور قتلِ عمد کے احکام کی وضاحت کی گئی۔ قتلِ خطا کا کفّارہ ایک غلام آزاد کرنا اور وارثوں کو دیت ادا کرنا

ہے۔دشمن قوم کا آدمی غلطی سے ہلاک ہو جائے تو صرف غلام آزاد کرنا ہوگا۔کسی قوم سے میثاق وعہد ہو تو ایسی صورت میں غلام بھی آزاد کرنا ہوگا اور دیت بھی ادا کرنی ہوگی۔غلام نہ ہو تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا ضروری ہے۔

(l) جہاد کی فضیلت بیان کرتے ہوئے صاف کہہ دیا گیا کہ ﴿قَاعِدِين﴾ اور ﴿مُجَاهِدِين﴾ برابر نہیں ہو سکتے۔ جب جہاد فرضِ عین نہ ہو، بلکہ فرضِ کفایہ ہو تو گھر پر بیٹھنے والے ﴿قَاعِدِين﴾ اور مجاہدین کے لیے دعا کرنے والوں کا درجہ اُن ﴿مُجَاهِدِين﴾ سے کم تر ہوگا، جو میدانِ جنگ میں صف آراء ہوں گے (آیات:95،96)

(m) ﴿دارُ الكُفر﴾ کے مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ﴿دار الاسلام﴾ کے قیام کے بعد لازماً ہجرت کر لیں، ورنہ وہ دوزخی ہوں گے۔ہجرت کے نتیجے میں دنیاوی فائدے اور اَموالِ غنیمت بھی حاصل ہوں گے۔

(n) صلاۃِ خوف کے اَحکام بتائے گئے۔جنگ کی حالت میں آدھی فوج نماز پڑھے گی اور آدھی فوج نگرانی کرے گی۔ پھر وہ اپنی اپنی ڈیوٹیاں بدلیں گے، لیکن نماز وقت کی پابندی کے ساتھ ادا کی جائے گی۔

﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾ (آیت:103)

5- آیات 105 تا 115: پانچویں پیراگراف میں، نزولِ قرآن کی حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔

(a) نزولِ قرآن کا مقصد یہ بتایا گیا کہ ﴿بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ﴾ یعنی حدیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرنا ہے۔(آیت:105)

(b) راتوں کو چھپ چھپ کر مشورے کرنے والے منافقین پر گرفت کی گئی (آیت:108) اور رسول اللہ ﷺ کو نفس کی خیانت کرنے والوں کی حمایت سے روک دیا گیا۔خود گناہ کر کے دوسروں پر الزام تھوپنے والوں کو بڑا گناہ گار ٹھہرایا گیا۔(آیت:112) گناہ ہو جانے کے بعد معافی مانگنے والوں کو بشارت دی گئی کہ اللہ غفور ورحیم ہے۔

(c) جو منافقین اپنی خفیہ مجالس میں ﴿نجویٰ﴾ کیا کرتے تھے، ان پر سخت گرفت کی گئی۔ ﴿نجویٰ﴾ خیر کے کاموں اور اللہ کی خوشنودی ﴿مَرضَاتِ اللّٰه﴾ کے حصول کے لیے جائز ہے۔(آیت:114)

(d) منافقین کو مخلص صحابہؓ کا راستہ ﴿سَبِيلُ الْمُؤْمِنِين﴾ اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی، ورنہ یہ منافقین دوزخ داخل کیے جائیں گے۔(آیت:115)

6- آیات 116 تا 134: چھٹے پیراگراف میں، دوسرے پیراگراف کی طرح بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل دونوں سے ﴿مُجادَلَه﴾ ہے

(a) اولادِ ابراہیم کی دونوں شاخوں کو اسلام کی دعوت دی گئی ہے۔توحید کی اہمیت بیان کرتے ہوئے بتایا گیا کہ شرک کے علاوہ ہر گناہ معاف کیا جا سکتا ہے۔

(b) بنی اسمٰعیل فرشتوں کو ﴿اُنَاث﴾ اللہ کی بیٹیاں بنا کر انہیں پکارتے تھے۔انہیں ابلیس کے دام میں گرفتار نہ ہونے کی ہدایت کی گئی۔ابلیس بدعات کا حکم دیتا ہے جن کے مرتکب قریش اور بنی اسمٰعیل ہیں۔(آیت:119) یہ دوزخی

ہوں گے۔

(c) بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل دونوں کے لئے اہم اصول بتائے گئے اور انہیں دینِ ابراہیمی کی پیروی کا حکم دیا گیا۔ جنت میں داخلہ نہ تو بنی اسرائیل کے اہلِ کتاب کی خوش فہمیوں پر موقوف ہے اور نہ بنی اسمٰعیل اور قریش کی خوش فہمیوں پر ﴿ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ﴾ بلکہ نسب سے قطع نظر جو بھی صحیح عقیدہ اور عمل اختیار کرے گا، وہ جنت کا مستحق ہوگا۔ (آیت:123)

(d) توحید پر ثابت قدمی اختیار کرنے کی وجہ سے، حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست ﴿خَلِيْل﴾ بنا لیا ہے۔ اس لیے بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل دونوں کو اپنے جدامجد حضرت ابراہیمؑ کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

(e) یتیموں سے متعلق معاشرتی احکامِ عدل کا اعادہ کیا گیا اور ایک سے زیادہ بیویوں کی صورت میں بیویوں میں عدل کا حکم دیا گیا۔ (آیت:129)

(f) بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل دونوں کو حکمِ تقویٰ دیا گیا اور استبدال قوم کی دھمکی دی گئی۔

﴿ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ﴾ (آیت:133)

(g) ایک اہم اصول یہ بتایا گیا کہ اللہ کے پاس دنیا اور آخرت دونوں کا ثواب موجود ہے ﴿فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾، جو قومیں صرف دنیا کی طالب ہوتی ہیں، انہیں دنیا دے دی جاتی ہے، لیکن وہ آخرت سے محروم رہتی ہیں۔

7- آیات:135 تا 152: ساتویں پیراگراف میں، منافقت سے بچتے ہوئے، اسلام کا نظامِ عدل وقسط قائم کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

(a) ہوائے نفس سے بچ کر مسلمانوں کو عدلِ اجتماعی قائم کرنے کا حکم دیا گیا۔ گواہی اللہ کے لیے ہونی چاہیے، چاہے خود اپنے اور اپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

﴿ كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ﴾

کچے مسلمانوں سے سچے ایمان کا مطالبہ کیا گیا۔ ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا ﴾ (آیت:136)۔

(b) منافقین کو غیر مسلموں سے قطع تعلق کر لینے کا حکم دیا گیا۔ مسلمانوں کو منافقین کی مجلس استہزاء سے اٹھ جانے کی ہدایت دی گئی ﴿ فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ﴾ (آیت:140)۔

اللہ تعالیٰ منافقین اور کافرین کو جہنم میں جمع کرے گا۔

منافقین کی صفات بیان کی گئیں۔ (آیات 141 تا 147)

(1) ﴿تَرَبُّص﴾ یعنی انتظار کرو اور دیکھو کی پالیسی پر عمل کرتے ہیں۔ (2) ﴿يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ﴾ یعنی اللہ کو

دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔(3)﴿ قَامُوْا كُسَالٰى ﴾ نماز کے لیے کسل مندی سے کام لیتے ہیں۔(4) ﴿يُرَآءُوْنَ النَّاسَ﴾ یعنی ریاء کاری کرتے ہیں۔(5)﴿وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ نماز میں اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔(6)﴿مُذَبْذَبِيْنَ﴾ ہوتے ہیں، پختہ ایمان کے بجائے تذبذب کا شکار ہوتے ہیں۔ کچے مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں۔

﴿لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (آیت:144)

منافقین کے لئے دوزخ میں ﴿الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ﴾ سب سے نچلا حصہ ہوگا۔ (آیت:146)

(c) مظلوموں کے علاوہ کسی کو کسی دوسرے شخص کے بارے میں بری بات ﴿جَهر بِالسُّوْءِ﴾ زبان سے نکالنے کی اجازت نہیں ﴿لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ﴾ (آیت:148)۔

منافقین کو منفی پروپیگنڈے سے روک دیا گیا اور جزوی ایمان ﴿نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ﴾ پر عذاب کی دھمکی دی گئی اور اللہ اور رسول ﷺ پر سچے ایمان کی صورت میں جنت کی بشارت دی گئی۔ (آیت:152)

8- آیات:153 تا 175: آٹھویں پیراگراف میں، چھٹے پیراگراف کی طرح اہلِ کتاب بالخصوص عیسائیوں سے ﴿مُجَادَلَہ﴾ ہے۔

بنی اسرائیل کے جرائم بیان کر کے اُن کے خلاف فردِ جرم عائد کی گئی۔ اُن کے خیر و شر کی وضاحت کی گئی۔

(a) عیسائیوں کو صاف بتا دیا گیا کہ حضرت عیسیٰؑ قتل نہیں کیے گئے۔ (آیت:157)۔

رسول ﷺ سے کتاب اتارنے کے مطالبے پر تبصرہ کیا گیا کہ اسی طرح حضرت موسیٰؑ کو بھی اذیت پہنچائی گئی تھی۔

(b) یہودیوں کے جرائم گنوائے گئے۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا مطالبہ، بچھڑے کو خدا بنا لینا، سبت کے احکام کی نافرمانی۔ نقضِ میثاق کا مرتکب ہونا، انبیاء کا قتل وغیرہ (آیت:155)، حضرت مریمؑ پر بہتان اور حضرت عیسیٰؑ کا انکار (آیت:156) سود خوری میں مبتلا ہونا (آیت:161) وغیرہ۔

قیامت سے پہلے تمام اہلِ کتاب حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لائیں گے۔ (آیت:159)

(c) معقول اہل کتاب ﴿الرَّاسِخُوْن﴾ کو دعوت اسلام دی گئی اور منصب رسالت کی وضاحت کی گئی۔

رسول ﷺ پر وحی پچھلے انبیاء کی طرح ہے۔ وحی کا مقصد اِتمامِ حجت ہے۔

﴿لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ﴾ (آیت:165)

(d) تمام دنیا کے انسانوں کو دعوت دی گئی کہ آخری رسول محمد ﷺ پر ایمان لے آئیں یہی ان کے حق میں بہتر ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ﴾ (آیت:170)

(e) اہلِ کتاب کو غلو اور مبالغہ آرائی سے بچنے کا حکم دیا گیا۔ ﴿لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ﴾ (آیت:171)

(f) عیسائیوں کو عقیدۂ تثلیث (Trinity) چھوڑنے کی ہدایت کی گئی۔

﴿وَلَا تَقُولُوا ثَلٰثَةٌ﴾ (آیت:171)

حضرت عیسیٰؑ نے اپنے آپ کو اللہ کا بندہ کہلوانے میں کبھی شرم محسوس نہیں کی۔ (آیت:172)

(g) عالم گیر رسالتِ محمدی ﷺ پر ایمان کی دعوت کا اعادہ کیا گیا۔ ﴿برھان﴾ اور ﴿نور﴾ آجانے کے بعد اسلام لانا ضروری ہے۔

﴿یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا﴾ (آیت:174)

آخر میں ایمان لا کر اس کی پیروی کرنے والوں کو ﴿رحمت﴾ اور صراطِ مستقیم کی بشارت دی گئی (آیت:175)۔

9-نواں پیراگراف آخری آیت (176) پر مشتمل ہے۔

جس میں ﴿کلالہ﴾ کے احکام بیان کر کے، قانونِ وراثت کی ایک ذیلی شق ﴿کلالہ﴾ کی وضاحت کی گئی ہے۔ یہ دراصل پہلے پیراگراف کی آیات 12 تا 14 کا ضمیمہ ہے۔ ﴿کلالہ﴾ سے مراد ایسی میت ہے، جو نہ تو اوپر ماں باپ چھوڑ کر مرے اور نہ ہی نیچے بیٹا، بیٹی چھوڑے۔ اولاد نہ ہونے کی صورت میں اکیلی بہن کو نصف حصہ ملے گا اور ایک سے زائد بہنوں کی صورت میں دو تہائی حصہ۔ بہن اور بھائی دونوں موجود ہوں تو بھائیوں کو بہنوں کے مقابلے میں دوگنا حصہ ملے گا۔

مرکزی مضمون

مسلمانوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ ساری دنیا کو بالخصوص اہلِ کتاب اور نصاریٰ کو دعوتِ اسلام دیں۔ مسلمانوں کو منافقت سے بچتے ہوئے، خالص توحید کے ساتھ، خاندان سے لے کر ریاست (State) تک، ایک مضبوط اجتماعیت قائم کرنا چاہیے۔

وضاحت: 'خاندان' معاشرے کی بنیادی اکائی ہوتا ہے۔ اور اجتماعیت کی اعلیٰ ترین شکل ریاست (State) ہے۔ خاندان کی مضبوطی کا دارومدار، میاں، بیوی، اولاد اور ماں باپ کے علاوہ رشتہ داروں اور یتیموں کے حقوق کے تحفظ پر ہوتا ہے، جب کہ ریاست کا استحکام خارجی محاذ کے علاوہ، داخلی محاذ پر اتحاد و یکجہتی پر منحصر ہے، منافقین ریاست کو کھوکھلا کرتے ہیں۔ اسلامی اجتماعیت کے فرائض میں اہلِ کتاب کو اسلام کی دعوت و تبلیغ بھی شامل ہے۔